Volume 03, Issue 03,
July-September 2025
PP: 20-29
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X
https://doi.org/10.63283/IRJ.03.03/12

نبوی معاشرے میں نو مسلموں کی تعلیم و تربیت اور اس کی عصری تطبیق

Welfare Strategies for New Muslims in the Prophetic Society and Their Contemporary Applications

Nazir Ahmed[1], Dr. Nasurullah Qureshi[2]*

Article History

Received
18-08-2025

Accepted
25-09-2025

Published
29-09-2025

Indexing

Abstract

Islam is a religion of peace, harmony, and brotherhood, with a strong emphasis on the welfare and betterment of humanity. During the Prophetic era, alongside the established Muslim community, special care was given to the rights, needs, and well-being of newly converted Muslims. They were supported not only through moral and spiritual guidance but also through financial assistance and social integration. Foundational agreements and initiatives such as the Charter of Madinah (Mīthāq al-Madīnah), the Brotherhood (Mu'ākhāt), the Treaty of Hudaybiyyah, and Hilf al-Fuḍūl, as well as the Prophet's (peace be upon him) sermons and actions, serve as key models for inclusive welfare and community building. This study critically examines the systematic measures employed by the Prophet (PBUH) to ensure the social, financial, and spiritual upliftment of new Muslims in Madinah. Strategies such as educational instruction, emotional and psychological support, economic assistance through the Bayt al-Māl, institutionalized brotherhood, and gradual cultural assimilation are analyzed. Drawing from primary sources including Hadith, Seerah literature, and early Islamic historiography the paper highlights how these welfare mechanisms created an environment of dignity, justice, and prosperity for new Muslims.

In its second section, the research explores the relevance of these Prophetic welfare approaches in addressing contemporary challenges faced by new converts to Islam worldwide, such as identity crises, social isolation, and lack of institutional support. The findings suggest that adopting the welfare principles of the Prophetic society not only strengthens individual identity but also contributes to broader goals of social cohesion, human rights, and sustainable development.

Keywords:

Prophetic Society, New Muslims, Welfare System, Mu'ākhāt, Bayt al-Māl, Social Integration, Sustainable Development, Seerah, Human Rights, Inclusivity.

[1] *MS Scholar, Dept of Islamic Studies, Bahria University Karachi Campus.* soomronazir3@gmail.com
[2] *Assistant Professor, Dept of Islamic Studies, Bahria University Karachi Campus.* nasurullahqureshi.bukc@bahria.edu.pk ****Corresponding Author***

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

تعارف موضوع:

دنیا بھر میں نومسلموں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ عالمی سطح پر مذاہب کے متعلق اعداد و شمار جمع کرنے والے مستند ادارے World Religion Database کے مطابق اس وقت عیسائیت دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔ جس کے ماننے والوں کی تعداد 2.38 بلین ہے۔ جبکہ اسلام کو ماننے والوں کی تعداد 2.0 بلین ہے۔ ان اعداد و شمار کے پیش نظر اندازہ لگایا جارہا ہے کہ 2050ء تک اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب بن جائے گا۔ اسی طرح، موجودہ وقت میں پاکستان کے مختلف خطوں میں سمیت صوبہ سندھ دین اسلام کی انسانیت وحقانیت (قبول اسلام) کی طرف رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ جہاں نومسلموں کی تعداد میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے، خواہ وہ انفرادی طور پر ہوں یا اجتماعی طور پر اسلام قبول کرتا ہے، تو اسے معاشرے کے مختلف طبقات کی طرف سے مشکلات و مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کئی گنا زیادہ مشکلات و مصائب درپیش ہوتے ہیں۔ ویسے تو اس معاشرے میں بسنے والا ہر فرد اور خاندان متعدد نوعیتوں کے مسائل کا سامنا کر رہا ہے مگر نومسلموں کو ان مسائل کا شدت سے سامنا کر رہے ہوتے ہیں۔ یہاں سے بطور مسلمان معاشرے کے فرد اور حکومت کی حیثیت سے ہماری کچھ ذمہ داریاں وحقوق کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔ یہ کون کون سے حقوق ہیں؟ ان کی بخوبی انجام دہی کیسے کی جائے گی؟ حقوق واجب ہونے کی نوعیت کیا ہے یعنی بطور مسلمان فرد، معاشرہ یا مسلم مملکت واجب ہو رہے ہیں؟ ان تمام معاملات کی وضاحت کے لیے اللہ پاک کے بتائے ہوئے اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ (لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة [1] ترجمہ: رسول اللہ کی زندگی تمہارے لیے ایک بہترین نمونہ ہے) ہمیں بطور فرد شخصیت رسول ﷺ، اور بطور معاشرہ نبوی معاشرے کو اور بطور مملکت نبوی اندازِ حکومت کا مذکور مسئلے کی مناسبت سے خصوصی مطالعہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ اور تحقیق خلا

اس سلسلے میں پہلے بھی بعض تحقیقات منعقد کی گئی ہیں۔ جن کا جائزہ درج ذیل ہے:

1- پاکستان میں نومسلموں کے مسائل اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے قائم سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کا کردار، مقالہ نگار: شاہدہ کلثوم: پی ایچ ڈی اسکالر شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، نگران: ڈاکٹر حسن شکیل شاہ، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور، پاکستان۔ یہ رسالہ مجلہ نامی" جہاں تحقیق سے 28 جولائی 2024" کو شائع ہوا۔ اس رسالے میں نومسلموں کے مسائل اور ان کی فلاح و بہبود کا ذکر کیا گیا ہے، لیکن عصر حاضر میں اس کو کس حکمت عملی کے تحت اپنایا جائے گا اور نافذالعمل کے اصول کیا ہوں گے، یعنی ماڈل، پالیسی یا فریم ورک نہیں بتایا گیا ہے۔ [2]

2- نومسلم خاندانوں کو درپیش عائلی اور قانونی مسائل: صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع کا جائزہ، مقالہ نگار: فضیلہ، ایم فل سکالر، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت، نگران: ڈاکٹر الطاف احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی فکر و ثقافت فیکلٹی آف سوشل سائنسز، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، جولائی 2024۔ یہ "مقالہ 2024ء میں نمل یونیورسٹی" سے پبلش ہوا ہے سافٹ کاپی میں، اس مقالے میں نومسلم خاندانوں کے درپیش مسائل پر تفصیلی بات کی گئی ہے۔ سفارشات و تجاویز میں مسائل کے حل کی طرف متوجہ کیا گیا ہے، مگر کونسی حکمت عملیوں کے ذریعے سے موجودہ دور میں ان کے مسائل نمٹا جاسکتے ہیں، اس پر غور و فکر نہیں کیا گیا۔ [3]

3- پاکستانی نومسلموں کے سماجی مسائل اور اسلامی تعلیمات (ایم۔اے)، مقالہ نگار: راشد خلیل، نگران: پروفیسر ڈاکٹر غلام علی خان، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، (یہ مقالہ 2012ء میں شروع کیا گیا تھا) اس مقالے میں بھی اسی طرح نومسلموں کے سماجی مسائل اور

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تو بات کی گئی ہے۔ مگر موجودہ دور میں ان مسائل کو کس حکمت عملی کے تحت اپنایا جائے گا اور نافذ العمل کے اصول کیا ہوں گے، یعنی ماڈل، پالیسی یا فریم ورک نہیں بتایا گیا ہے۔[4]

4- پاکستان میں نو مسلم افراد کی مشکلات اور ان کا حل (پی ایچ ڈی)، مقالہ نگار: قطب نثار، نگران: پروفیسر ڈاکٹر شمس العارفین، شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور کیمپس، لاہور، (2015ء۔2018ء) مکمل۔ اس مقالے میں نو مسلموں کی مشکلات اور ان کا حل اس پر تو بات کی گئی ہے۔ مگر عصر حاضر میں اس کو کس حکمت عملی کے ذریعے حل کیا جائے گا اور نافذ العمل کے اصول کیا ہوں گے، یعنی ماڈل، پالیسی یا فریم ورک نہیں بتایا گیا ہے۔[5]

5- دور جدید میں نو مسلموں کے قبول اسلام کے اسباب و محرکات اور عصر حاضر میں اس کے اثرات (ایم۔فل)، مقالہ نگار: انیبہ بشارت، نگران: عطاء الرحمٰن، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور، (یہ ڈگری سیشن 2016ء کو شروع ہوا تھا) اس مقالے میں دور جدید میں قبول اسلام کے اسباب و محرکات کیا ہیں اور عصر حاضر پر اس کے کیسے اثرات پڑ سکتے ہیں اس پر تو بات کی گئی ہے جبکہ اصول و طریقے، ماڈل، پالیسی یا فریم ورک نہیں بتایا گیا ہے۔[6]

6- سندھ میں نو مسلموں کے معاشی مسائل اور ان کا حل، مقالہ نگار: طلال نواز جنجوعہ اور ڈاکٹر رب نواز، شعبہ علوم اسلامیہ، بحریہ یونیورسٹی اسلام آباد۔ یہ رسالہ مجلہ نامی القرطاس کے زیر اہتمام سے 14 اکتوبر 2024ء کو شائع ہوا تھا۔ اس رسالے میں نو مسلموں کے معاشی مسائل اور ان کا حل بتایا گیا ہے، اسلامی تعلیمات اور پاکستان کے آئینی شقوں کی بنیاد کی روشنی میں، لیکن عصر حاضر میں اس کا اطلاق نہیں ہو رہا ہے۔[7]

7- "بصائر و عبر" بیانات میں، اسلام اور فروغ اسلام کو روکنے کی تحریک (اٹھارہ سال سے کم عمر افراد کا قبول اسلام)، جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، ربیع الاول 1443ھ۔ اس رسالے میں 18 سال سے قبل اسلام قبول کرنے پر حکومت نے پابندی عائد کی ہے، اس پر اسلامی تعلیمات اور آئین پاکستان کی روشنی میں بطورِ (اسلامی ریاست) پر تنقید اور قانون بل کو رد کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔[8]

مذکورہ بالا تحقیق کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ "نبوی معاشرے میں نو مسلموں کی تعلیم و تربیت اور ان کی عصری تطبیق" پر تا حال کوئی تحقیق نہیں پیش کی گئی۔ یہ تحقیق سیرت النبی کی روشنی میں نو مسلموں کے لیے تعلیمی فلاحی ماڈل پیش کرنے کی ایک ادنیٰ سی کاوش ہو گی۔

عہد نبوی میں نو مسلمین سے روابط کا عمومی جائزہ

سب سے پہلے نبی مکرم ﷺ کی زندگی ہمارے لیے بطورِ فرد اور بطورِ مسلم معاشرہ "اسوہ حسنہ" کی حیثیت رکھتی ہے۔[9] آپ ﷺ کو چونکہ تمام جہانوں کے لیے رحمۃ للعالمین[10] بنا کر بھیجا گیا اور آپ ﷺ کے عمومی رویے سے بھی یہی طرز عمل نظر آتا ہے کہ بغیر کسی تفریق انسانوں کی بھلائی کے لیے کوشاں رہے۔ بطور خاص حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں جب کبھی کسی شخص نے اسلام کی دعوت کو قبول کیا تو نبی اکرم ﷺ کی طرف سے رویے میں زیادہ رحم دلی، نرمی، تعاون اور تحفظ کا اہتمام کرتے نظر آتے ہیں۔ جس کی وجہ قرآن مجید کی متعدد آیات ہیں۔ سورہ توبہ کی آخری آیت جن میں مؤمنوں کے ساتھ خصوصی رویہ رکھنے کی طرف اشارہ ہے کہ "حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ "[11] یہی حکم تمام مؤمنوں کو بھی دیا گیا کہ وہ آپس میں "رُحَمَاء"[12] ہو کر رہیں۔ اسی طرح نبی مکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ مؤمنوں کو بھی باہمی ربط و تعاون کا حکم دیا گیا کہ: "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ"[13] اسی طرح سورہ عبس میں نو مسلم کی علمی اور تربیتی معاملات میں راہنمائی کے لیے بھی نبی اکرم ﷺ کو تلقین کر کے تمام مسلمانوں کو ایسے نو مسلمین کے ساتھ خصوصی رویہ رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔[14] جبکہ مالی اور جان کے تحفظ کی بات کی جائے تو سورۃ النساء کی آیت مبارکہ واضح کرتی ہے کہ جو سلام بھی کہے یعنی (شعائر اسلام کو بطور نمونہ زندگی تسلیم کرے) تو

اسے بھی جان کاتحفظ فراہم کرنالازمی ہوتاہے۔[15] قرآن مجید میں مصارف زکوٰۃ کے ضمن میں مؤلفة قلوبهم کاتذکرہ ملتاہے[16] جس سے معلوم ہوتاہے کہ جو افراد مائل الی الاسلام ہوں ان کے لیے مالی مدد کا اہتمام کیا جائے، البتہ جب اسلام قبول کرلیں اور حاجت مند ہوں تو ان کی حاجت روائی کرنا بہت بہترین عمل ہے۔ ان آیات کے علاوہ بھی متعدد آیات اس سلسلے میں مسلمان افراد اور معاشرے کی اصولی رہنمائی فرماتی ہیں۔ مذکورہ بالا آیات کو پیش نظر رکھا جائے تو درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

- نومسلمین کے ساتھ دیگر افراد کی نسبت زیادہ اچھا اور نرم رویہ
- نومسلمین کے ساتھ بطور خاص رحمدلی اور باہمی تعاون کرتے رہنا
- نومسلمین کی تعلیم وتربیت کے لیے خاص اہتمام کرنا
- نومسلمین کی جان اور مال کے تحفظ کو یقینی بنانا چاہئے، انہوں نے اسلام دل سے قبول کیا ہو یا نہ کیا ہو
- نومسلمین کی مالی مدد بطور تالیف قلب جاری رکھی جائے

یہ تحقیق نومسلمین کی تعلیم وتربیت کی حکمت عملیوں پر مرکوز رہے گی جس کی تفصیل مع ادلہ از کتب سیرت وحدیث آئندہ صفحات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

نبوی معاشرے میں نومسلموں کی فلاح وبہبود کی حکمت عملیاں

قرآن مجید کی اصولی تعلیمات سے معلوم ہوتا ہے کہ نومسلمین کے ساتھ درج بالا سلوک اور رویہ مسلم معاشرے پر اُن کا اوّلین حق ہے۔ یہ حق نہ صرف مسلم افراد بلکہ مسلم حکومت کی بھی ذمہ داری ہوتی ہے جس کی بنیادی طور پر دو وجوہات ہوتی ہیں: ایک یہ کہ نومسلمین کا تحفظ یقینی بنتاہے۔ دوسری طرف دعوت اور تبلیغ کے لیے مزید راہ بھی ہموار ہوتی رہتی ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے ان حقوق کی فراہمی کے لیے متعدد حکمت عملیوں کو اپنایا جہاں بعض اوقات سابقہ مسلمین کو تنبیہ اور بعض اوقات نومسلم کی دیت ادائیگی تک بھی کی گئی۔ درج ذیل میں چند ایک ایسی مثالیں پیش کی جارہی ہیں جن نومسلمین کے ساتھ اصولی تعلیمات کے مطابق رویہ روا رکھا گیا۔

نومسلمین کی تعلیم وتربیت کے لیے خاص اہتمام کرنا

قرآن مجید کی ابتدائی آیات میں ہی تعلیم وتربیت کا حکم دیا گیاہے۔ ارشاد ہے: إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ . خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ[17] ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا) دوسری طرح نبی اکرم ﷺ کا فرمان کہ: إنما بعثت معلما[18] اور قرآن کریم میں تعلیم وتربیت کو نبوی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم اور بنیادی ذمہ داری قرار دیا گیاہے۔ قرآن مجید چار جگہ مختلف پس منظروں میں ترتیب کی معمولی تبدیلی کے ساتھ درج ذیل ذمہ داری بیان کرتاہے: وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ[19] (ترجمہ: وہ تعلیم دیتے ہیں کتاب (قرآن کریم)، حکمت (سنت) اور تزکیہ نفس (اصلاح) کی تربیت فرماتے ہیں)

نومسلمین کے لیے تربیت گاہیں اور سفیرانِ علم کاتعین

لوگوں کی راہ نمائی کی خاطر آپ ﷺ ہدایات ربانی کی کی بھرپور انداز سے تعلیم دیتے اور اپنے حلقہ علم وعمل کے ذریعے اصلاح و رہنمائی بھی کرتے تھے۔ اس سلسلے میں مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ عمومی اور اعلانیہ تعلیم کے ساتھ ساتھ نومسلمین پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ دارارقم اس سلسلے میں ایک اہم اور منظم تعلیم وتربیت گاہِ رسول ﷺ ہے۔ اس گھر میں ان نومسلمین کی تعلیم وتربیت اور تزکیہ نفس (اصلاح) بھی کی جاتی تھی۔ دارارقم مسلمانوں کے لیے سکون وراحت کا مرکز رہا، اس میں نادار و مستحق افراد، ضرورت مند و محتاج لوگوں اور مجبور و لاچار غلام آکر پناہ لیتے۔ اس گھر کے تربیت یافتہ معلّمین میں سے حضرت ابو بکر صدیقؓ، خبابؓ بن الارت، عبداللہ بن مسعودؓ اور مصعبؓ بن عمیر

خاص قابل ذکر ہیں۔[20] مکہ مکرمہ کے معاشرتی نظم کی یہ خصوصیت تھی کہ بعض قبائل اور خاندانوں کو تمام لوگ عزت وعظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ دارِ ارقم بھی ان ہی وجوہات کی بنا پر بطور دارِ تعلیم وتربیت منتخب کیا گیا تھا۔

حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ پیش نظر رہے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خباب اور بی بی فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہما[21] کا گھر بھی تعلیم وتربیت گاہِ قرآن وسنت تھی۔ یہاں بھی نو مسلمین اپنے محبوب رب کی ہدایات کو اپنے محبوب رسول ﷺ سے سیکھنے کے بعد دیگر نئے مسلمان ہونے والے افراد کو سکھایا کرتے تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا گھر بھی اہم تعلیمی مقام کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہیں سے اثر پذیر ہو کر حضرت عمرؓ نے اسلام کی دعوت قبول کی۔

قبل از ہجرت مدینہ منورہ میں نو مسلمین کی تربیت کا اہتمام

نو مسلمین کی تعلیم وتربیت کا اہتمام بیعت عقبہ اولیٰ کے پیش منظر سے بھی بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ بیعت عقبہ اولی میں جب 12 اہل یثرب نے اسلام قبول کیا اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت واتباع کرنے کا عہد کیا تو تعلیماتِ اسلام سے روشناس کرانے کے لیے آپ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بطور معلمِ نو مسلمین روانہ کیا۔ اہل یثرب نے مدینہ پہنچنے پر حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے گھر کو مرکزی تعلیم گاہ کا مقام دیا گیا جہاں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ رہائش پذیر تھے۔[22]

ہجرت کے بعد نو مسلمین کی تعلیم وتربیت کا اہتمام

جبکہ مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد مسجد نبوی کے ساتھ ساتھ مسجد سے ملحق صفہ چبوترہ بھی منظم کاوشوں میں سے ایک ہے، جہاں نو مسلمین کی دیگر ضروریاتِ زندگی کے ساتھ ساتھ علم اور تربیت کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا۔ صحیحین کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چبوترہ صفہ پر ابتدائے ہجرت سے ہی تعلیم وتربیت کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ ان ہی نفوسِ قدسیہ میں سے ستر صحابہ کرام کو پس گردائی سے آئے ہوئے وفد کی طلب پر وہاں کے نو مسلمین کی تعلیم وتربیت پر مامور کر کے بھیجا گیا جنہیں راستے میں شہید کر دیا گیا۔ روایت میں ہے:

> عن انس بن مالك ، قال: جاء ناس إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقالوا: ان ابعث معنا رجالا يعلمونا القرآن والسنة، فبعث إليهم سبعين رجلا من الانصار يقال لهم القراء، فيهم خالي حرام يقرءون القرآن ويتدارسون بالليل يتعلمون، وكانوا بالنهار يجيئون بالماء فيضعونه في المسجد ويحتطبون، فيبيعونه ويشترون به الطعام لاهل الصفة وللفقراء، فبعثهم النبي صلى الله عليه وسلم إليهم فعرضوا لهم فقتلوهم قبل ان يبلغوا المكان، فقالوا: اللهم بلغ عنا نبينا انا قد لقيناك فرضينا عنك ورضيت عنا، قال: واتى رجل حراما خال انس من خلفه، فطعنه برمح حتى انفذه، فقال: حرام فزت ورب الكعبة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأصحابه: " إن إخوانكم قد قتلوا وإنهم قالوا: اللهم بلغ عنا نبينا انا قد لقيناك فرضينا عنك ورضيت عنا[23]
>
> ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: ہمارے ساتھ کچھ آدمی بھیج دیں جو (ہمیں) قرآن اور سنت کی تعلیم دیں۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ستر انصاری بھیج دیئے جنہیں قراء کہا جاتا تھا، ان میں میرے ماموں حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ بھی تھے، یہ لوگ رات کے وقت قرآن پڑھتے تھے، ایک دوسرے کو سناتے تھے، قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور دن کو مسجد میں پانی لا کر رکھتے تھے اور جنگل سے لکڑیاں لا کر فروخت کرتے اور اس سے اصحاب صفہ اور فقراء کے لیے کھانا خریدتے تھے، نبی ﷺ نے انہیں ان (آنے والے کافروں) کی طرف بھیجا اور انہوں نے منزل پر پہنچنے سے پہلے (راستے ہی میں دھوکے

سے) ان پر حملہ کر دیا اور انہیں شہید کر دیا، اس وقت انہوں نے کہا: یا اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہو گئی ہے، ہم تجھ سے راضی ہو گئے ہیں اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔ اس سانحے میں ایک شخص نے پیچھے سے آ کر انس رضی اللہ عنہ کے ماموں، حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو اس طرح نیزہ مارا کہ وہ آر پار ہو گیا تو انہوں نے کہا: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تمہارے بھائی شہید کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے: یا اللہ! ہمارے نبی کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم نے تجھ سے ملاقات کر لی ہے، ہم تجھ سے راضی ہو گئے ہیں اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔

مدینہ منورہ میں نو مسلمین کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری کو بھرپور انداز سے پورا کیا جا رہا تھا۔ صحیح بخاری کی درج ذیل روایت کا مطالعہ یہ بات واضح کرتا ہے کہ اس سلسلے میں ماکول ومشروبات یا طبعی ضروریات کو مرجوح رکھا گیا اور تعلیم وتربیت کو فوقیت دی گئی۔

عن ابي هريرة، قال:" لقد رايت سبعين من اصحاب الصفة ما منهم رجل عليه رداء إما إزار وإما كساء قد ربطوا في اعناقهم، فمنها ما يبلغ نصف الساقين، ومنها ما يبلغ الكعبين فيجمعه بيده كراهية ان ترى عورته[24]

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا کہ ان میں کوئی ایسا نہ تھا جس کے پاس چادر ہو۔ فقط تہہ بند ہوتا یا رات کو اوڑھنے کا کپڑا جنہیں یہ لوگ اپنی گردنوں سے باندھ لیتے۔ یہ کپڑے کسی کی آدھی پنڈلی تک آتے اور کسی کے ٹخنوں تک۔ یہ حضرات ان کپڑوں کو اس خیال سے کہ کہیں شرمگاہ نہ کھل جائے اپنے ہاتھوں سے سمیٹے رہتے تھے۔

مدینہ منورہ اور پس گردائی کی مرکزی مساجد یعنی مسجد نبوی اور مسجد قبا کے علاوہ دوسری نو مساجد بنائی گئیں، ان مساجد میں اقرء اور اعلم بالسنۃ اور اکبر فی السن صحابہ کو بطور معلم مقرر کیا جاتا تھا۔ جس شخص کا وقت نبی اکرم ﷺ کے ساتھ زیادہ بیتا ہو اسے تعلیم وتربیت کے لیے اپنے حلقہ احباب پر بطور مربی اور معلم مقرر کیا جاتا تھا۔ امام مسلم کی صحیح میں مذکور درج ذیل روایت اس کی واضح دلیل ہے:

عن مالك بن الحويرث ، قال: اتينا رسول الله صلى الله عليه وسلم، ونحن شببة متقاربون، فاقمنا عنده عشرين ليلة، وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم، رحيما، رقيقا، فظن انا، قد اشتقنا اهلنا، فسالنا عن من تركنا من اهلنا، فاخبرناه، فقال:ارجعوا إلى اهليكم فاقيموا فيهم، وعلموهم، ومروهم، فإذا حضرت الصلاة، فليؤذن لكم احدكم، ثم ليؤمكم اكبركم[25]

ترجمہ: مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم سب نوجوان اور ہم عمر تھے، ہم نے آپ ﷺ کے پاس بیس راتیں قیام کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ بہت مہربان اور نرم دل تھے، آپ ﷺ نے خیال فرمایا: ہمیں گھر والوں کے پاس جانے کا اشتیاق ہو گا، آپ ﷺ نے ہم سے ہمارے ان گھر والوں کے بارے میں سوال کیا جنہیں ہم چھوڑ آئے تھے، ہم نے آپ ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: "اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ، انہی کے درمیان رہو، انہیں تعلیم دو اور انہیں (اچھائی پر چلنے کا) حکم دو، چنانچہ جب نماز کا وقت آئے تو ایک آدمی تم سب کے لیے اذان کہے، پھر تم میں سے (جو عمر میں) سب سے بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔"

حضور نبی اکرم ﷺ سے جس شخص نے جتنا بھی علم حاصل کیا وہ دوسرے نو مسلمین تک پہنچانے کا ذمہ اپنے اوپر لیتا تھا۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ کے پاس وفود کے ساتھ ساتھ ایک بھی نو مسلم فرد حاضر خدمت ہوتا تو اسے بھی بڑی توجہ سے دین کی تعلیم دیتے تھے۔ ایک

مرتبہ آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے تو اچانک ایک شخص آیا اور اس نے صحابہ سے دین کے متعلق سوال کیا تو صحابہ نے کہا: یا رسول الله رجل غريب يسأل عن دينه ، فترك خطبته ودعا بكرسي فجلس يعلمه ثم عاد لخطبته26. اس پر آپ ﷺ نے کسی قسم کی رنجش کا اظہار کئے بغیر اس شخص کو بٹھایا اور تعلیم دین سے نوازا۔ اسی طرح ابو شاہ جو اس وقت نو مسلم تھا اور نو مسلمین کی طرف واپس جا رہا تھا تو حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے ان کے لیے تحریری طور پر تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتے ہوئے فرمایا: اكتبوا لأبي شاه [27]

مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نو مسلمین کی تعلیم و تربیت کا اہتمام اسلامی معاشرے کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں اس کی کئی واضح مثالیں ملتی ہیں جبکہ قرآن مجید کی ابتدائی آیات میں ہی تعلیم کا حکم دینا اور نبی اکرم ﷺ کا اپنی بعثت کو "معلّم" کے طور پر بیان کرنا اس اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں دارِ ارقم اور حضرت خباب و حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہما کے گھروں میں تعلیمی مراکز کا قیام، اس بات کا ثبوت ہے کہ ابتدائے اسلام میں ہی نو مسلمین کی روحانی، فکری اور عملی تعلیم و تربیت کے لیے خاص اور منظم انتظامات کیے گئے۔

ریاست مدینہ کا بنیادی ڈھانچہ بننے کے بعد، مدینہ منورہ کی دیگر مساجد کے ساتھ مرکزی مسجد یعنی مسجد نبوی، چبوترہ صفہ اہم تعلیمی مراکز میں بدل گئے۔ یہاں دیگر ضروریات زندگی کی بنسبت تعلیم و تربیت کو اوّلین ترجیح دی جا رہی تھی۔ حتیٰ کہ اصحابِ صفہ بنیادی ضروریات کے بغیر بھی علم کے حصول میں مصروف رہے۔ نبی کریم ﷺ نے نوجوان صحابہ کو اپنے ساتھ رکھ کر ان کی تربیت کی، پھر انہیں مختلف علاقوں میں بطور معلم و مربی مقرر کیا۔ یہ سیرتِ طیبہ کا ایک قابل تقلید نمونہ ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ نو مسلمین کی تعلیم صرف دینی فہم نہیں بلکہ ایک عملی، اخلاقی اور سماجی تربیت کا بھی ہمہ جہت عمل اور ریاست کی ذمہ داری تھا، جسے بطور سربراہ ریاست نبی اکرم ﷺ نے بھرپور انداز سے پورا کیا تھا۔

نو مسلمین سیرت طیبہ سے ماخوذ تعلیم و تربیت کے حقوق اور ان کی عصری تطبیق

مذکورہ بالا قرآن مجید کی آیات، روایات حدیث و سیرت کی روشنی میں یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ نو مسلمین کو جان و مال کا تحفظ، مالی و معاشی معاونت، تعلیم و تربیت، قانونی تحفظ، مساوی شہریت اور اخلاقی معاونت جیسے بنیادی حقوق حاصل ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ نرمی اور رحمدلی کا رویہ بطور خاص روا رکھنا بھی دعوتی ضرورت ہوتی ہے۔

اقوام متحدہ کے عالمی منشور کے تحت تعلیم انسان کا بنیادی حق ہے، تعلیم سے معاشرے میں ایک قوم و قبیلے میں شناخت ہو گی۔ پاکستانی آئین و قانون (خصوصاً آئین کی شق 20، 31، اور زکوٰۃ آرڈیننس 1980) میں ان حقوق کا اعتراف موجود ہے اور اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمی منشور میں بھی اس کی تائید ملتی ہے۔ تاہم، ان حقوق کی عملی طور پر تنفیذ اور تطبیق میں کئی رکاوٹیں درپیش ہیں۔ جس کی وجہ سے نو مسلمین یا تو پسماندگی، بے یاری و مددگاری جیسے حوصلہ شکن رویوں کو برداشت کرتے ہیں۔ دوسری طرف مائل باسلام افراد کو دعوت دینے میں بھی متعدد مسائل درپیش آتے ہیں۔ ان مسائل میں اہم ترین درج ذیل ہیں:

- تعلیم و تربیت اور سماجی میل جول کی خاطر ذاتی اور خاندانی کاوشیں تو وقتاً فوقتاً کی جا رہی ہوتی ہیں۔ جیسا کہ لاہور کا ادارہ حقوق الناس ویلفیئر فاؤنڈیشن نو مسلموں کی فلاح و بہبود کی تنظیم، غوثیہ محمودیہ ویلفیئر آرگنائزیشن جماعت قادریہ محمودیہ (انٹرنیشنل)، ادارہ اعانتِ نو مسلم جامعہ بنوریہ عالمیہ کراچی، النور ایجوکیشن اینڈ ویلفئر سوسائٹی (ٹرسٹ)، مسجد و مدرسہ بیت السلام (اسی ادارہ بیت السلام ماتلی کے ضلع بدین میں 4 مہینے نو مسلموں کی تربیت کی جاتی ہے)، اسی طرح مشائخ بھرچونڈی، مشائخ سرہندی گلزار خلیل سامارو وغیرہ کی فردی کاوشیں بھی بعض اوقات نظر آتی ہیں۔ جنہیں بعض دفعہ حوصلہ شکنی کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

- حکومت کی طرف سے نو مسلمین کے لیے کوئی جامع ادارہ یا نظام میدانِ عمل میں نظر نہیں آتا، جس کے ذریعے نو مسلمین کی دینِ اسلام اور اس کی آفاقی تعلیمات کے متعلق تربیت کی جائے۔ جیسا کہ چبوترہ صفہ کی مثال سیرت طیبہ میں موجود ہے۔

ان امور کے پیش نظر نبوی حکمت عملی کی روشنی میں ایک جامع فریم ورک کی ضرورت ہے جو نہ صرف آئینی دفعات کے ذریعے کئے گئے ریاستی عہد وپیمان کو عملی جامہ پہنائے بلکہ ریاستی، سماجی، اور فلاحی اداروں کو باہم مربوط کر کے نو مسلمین کو مکمل تحفظ، احترام اور مدد فراہم کرے۔ اس ضمن میں ریاست کی مرکزی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے لیے وزارت مذہبی امور اور بین المذاہب ہم آہنگی کے تحت ایسے ادارے قائم کرے جو نو مسلمین کی منظم فلاح وبہبود، تعلیم وتربیت، قانونی معاونت کرتے ہوئے مکمل تحفظ فراہم کریں۔ جبکہ معاشرہ، اہل علم، فلاحی تنظیمیں اور افراد معاشرہ بھی اپنی قومی، شرعی وانسانی ذمہ داریاں پوری کریں اور بقول اقبال: آپس میں رحیم [28] بننے کی عکاسی کریں۔

حوالہ جات:

1 سورۃالاحزاب21:33-

2 شاہدہ کلثوم: پی ایچ ڈی اسکالر شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، **پاکستان میں نو مسلموں کے مسائل اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے قائم سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کا کردار**، نگران: ڈاکٹر حسن شکیل شاہ، اسسٹنٹ پروفیسر، (لاہور: شعبہ اسلامی فکر و تہذیب، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، مجلہ "جہاں تحقیق ،28جولائی2024ء)"

3 فضیلہ، ایم فل سکالر، شعبہ اسلامی فکر وثقافت، **نو مسلم خاندانوں کو در پیش عائلی اور قانونی مسائل: صوبہ سندھ کے منتخب اضلاع کا جائزہ**، نگران: ڈاکٹر الطاف احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی فکر وثقافت فیکلٹی آف سوشل سائنسز، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، (اسلام آباد: جولائی 2024ء)

4 راشد خلیل، **پاکستانی نو مسلموں کے سماجی مسائل اور اسلامی تعلیمات** (ایم۔اے)، نگران: پروفیسر ڈاکٹر غلام علی خان، (لاہور: ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی،2012ء)

5 قطب نثار، **پاکستان میں نو مسلم افراد کی مشکلات اور ان کا حل** (پی ایچ ڈی)، نگران: پروفیسر ڈاکٹر شمس العارفین، (لاہور: شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور کیمپس،2015ء-2018ء)

6 انیبہ بشارت، **دور جدید میں نو مسلموں کے قبول اسلام کے اسباب و محرکات اور عصر حاضر میں اس کے اثرات** (ایم۔فل)، نگران: عطاء الرحمٰن، (لاہور: گیریژن یونیورسٹی،2016ء)

7 طلال نواز جنجوعہ اور ڈاکٹر رب نواز، **سندھ میں نو مسلموں کے معاشی مسائل اور ان کا حل**، (اسلام آباد: شعبہ علوم اسلامیہ، بحریہ یونیورسٹی۔ مجلہ القرطاس ،14اکتوبر2024ء)

8 "بصائر و عبر" بیانات میں، **اسلام اور فروغ اسلام کو روکنے کی تحریک (اٹھارہ سال سے کم عمر افراد کا قبول اسلام)**، (کراچی: جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، ربیع الاول1443ھ)

9 سورۃالاحزاب21:33-

10 سورۃالانبیاء107:21-

11 سورۃالتوبۃ128:09-

12 سورۃفتح29:48-

13 سورۃالمائدۃ02:05-

14 سورہ عبس01:80-

15 سورۃالنساء94:04-

16 سورہ التوبۃ60:09-

17 سورت علق01:96-

18 سنن ابن ماجہ:299

19 سورۃالبقرۃ129:02-

20 أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي، **الروض الأنف**، (بيروت: دار إحياء التراث العربي، الطبعة الأولى، 1412ھ)، 3/ 38-

محب الدين أحمد بن عبد الله الطبري، **ذخائر العقبى في مناقب ذوي القربى**، (دار الكتب المصرية، ونسخة الخزانة التيمورية، 1356ھ)، ص174-

21 (جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں)

22 محمد بن محمد بن محمد بن أحمد، ابن سيد الناس، **عيون الأثر**، (بيروت: دار القلم، الطبعة الأولى، 1414ھ/1993ء)، 1/ 192-

23 مسلم بن الحجاج، **الصحيح المسلم**، كتاب الإمارة، (بيروت: دار طوق النجاة، 1433ھ)، رقم الحديث:4917-

24 بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحيح**، کتاب الصلوٰۃ،(قاہرہ:دارالسلام،1422ھ)،رقم الحدیث:442-

25 مسلم بن الحجاج،**الصحيح المسلم**، کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ،(بیروت:دار طوق النجاۃ،1433ھ)،رقم الحدیث:1535-

26 احمد بن حنبل،**مسند احمد**،رقم الحدیث:20753-

27 سلیمان بن الاشعث السجستانی،**سنن ابي داؤد**،کتاب العلم،رقم الحدیث:3649-

28 اقبال،ڈاکٹر،**کلیات اقبال،بانگ درا،جواب شکوہ**،(کراچی:اقبال اکادمی،2018ء)،ص233-